

## اقبال اور وہابی تحریک

اقبال موجودہ صدی میں ملتِ اسلامیہ کے ذہن کے اولین معمار ہیں۔ انھوں نے اپنے نظامِ فکر میں جن ماخذ سے فیض اٹھایا ہے ان کی فہرست طویل ہے۔ اسلامی فکر کی تشکیلِ جدید اور قوت کے فکری اور جذباتی رجحان کو تبدیل کرنے میں ان کا حصہ بہت نمایاں ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کے انحطاط کے حقیقی اسباب کا جائزہ لیا اور ان کی تشخیص کے بعد اسلام کے تصورِ حیات اور اس کی بنیادی اقدار کو ان کی اصلی شکل میں پیش کیا۔ اسلام کی جو تشریح و توضیح اقبال نے کی ہے اس کی امتیازی خصوصیت اس کا حرکت اور انقلابی پہلو ہے۔ اپنے مقصد کے تحت انھوں نے ایک نوا اسلامی فکر کی تشکیلِ جدید کی، مغربی افکار اور ان کے زیر اثر رہ نما ہونے والی مختلف تحریکوں پر سخت تنقید کی اور قوم کو تمدنی اور سیاسی اعتبار سے اسلام کی تعلیمات کو اختیار کرنے کی تلقین کی اور ان کے جذبہ عمل کو بیدار کیا۔ مشرق اور مغرب کے علوم کے امتزاج نے ان کو اپنے لیے ایک نئی اور مستقل راہ اختیار کرنے میں مدد دی۔ لیکن اس کے باوجود اقبال نے اپنی فکر کی بنیاد اسلام کے عقائد اور حکمائے اسلام کی حکمت پر رکھی۔ اور اس ضمن میں وہ مختلف علمائے اسلام اور ان کے افکار اور ان کی تحریکات سے بھی اثر پذیر ہوئے۔ اپنی تحریروں میں گاہے گاہے انھوں نے ان ماخذ کے حوالے دیے ہیں جن سے ان کے ذہن نے اثرات قبول کیے اور ان شخصیات و تحریکات کی نشاندہی کی ہے جن سے ان کے فکر کی آبیاری ہوئی۔ جدید دنیائے اسلام میں مسلمانوں کے زوال کو روکنے کی جتنی بھی کوششیں ہوئی ہیں ان میں، اپنے ہمہ گیر اور دوسرے اثرات کے لحاظ سے، وہابی تحریک کو اولیت حاصل ہے۔ باوجودیکہ اس تحریک کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی بحیثیتِ مجموعی اصلاح تھا اور یہ مسلمانوں کو اسلام کے قرونِ اولیٰ کی طرف واپس لے جانا چاہتی تھی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ملتِ اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا ایک اہم سبب بنی اور جو بیداری اس کی وجہ سے پیدا ہوئی، اقبال نے اس کی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا۔

دہائی تحریک اپنے دور کے زوال کا وہ حالات کا فطری تقاضا تھی۔ یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے منسوب ہے، جن کی ولادت ۱۷۰۳ء میں ہوئی۔ ان کی پیدائش کے وقت تک دنیا نے اسلام کا نئی اخلاقی انحطاط اپنے انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ تصوف کے غیر اسلامی شعائر اور فرسودہ توہمات کی کثرت نے اسلامی عقیدہ توحید کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ مسجدیں ویران اور جاہل عوام ان سے گریزاں تھے۔ زیادہ تر تعویذ و گنڈوں اور ٹوٹے ٹوٹکوں پر اعتقاد رکھتے تھے۔ بزرگوں کے مزارات کی زیارت اور اپنے عقائد کی ان سے وابستگی روزمرہ کا شعار تھا۔ انہیں نجات دہندہ سمجھ کر ان کی پرستش کی جاتی تھی۔ اسلام کی بنیادی اخلاقی تعلیمات کو نہ صرف نظر انداز کر دیا گیا تھا بلکہ ان کی خلاف ورزی کی جاتی تھی۔ کتاب و سنت کے مقابلے میں مذہبی عالموں، پیروں اور فقیروں کے اقوال کو ترجیح دی جاتی تھی۔ لوگ محض برائے نام مسلمان رہ گئے تھے۔ سیاسی شعور کسی طور بھی ظاہر نہیں تھا۔ جہاں کچھ طاقت تھی وہاں ملوکیت کا دور دورہ تھا۔ نام نہاد خلیفہ کی ساکھ ختم ہو چکی تھی اور بعض صوبوں میں اطاعت بھی نہیں کی جاتی تھی۔ یمن ایک صدی پہلے خود مختار ہو چکا تھا۔ مکہ کے اشراف عیسائیوں کی نسبت اپنے سردار کی مخالفت میں زیادہ سرگرم تھے۔ یک جہتی کا احساس مفقود تھا اور مکہ جو بہر حال روحانی مرکز تھا، مادی عیاشیوں کی آماجگاہ بن چکا تھا، حالانکہ اس وقت دنیا نے اسلام کی رو بہ زوال صورت حال ان سب کے سامنے تھی کہ ہندوستان عیسائیوں کے قبضہ اختیار میں آچکا تھا اور یورپ میں بھی غیر مسلم طاقتیں ترکوں پر ضربیں لگا رہی تھیں، پھر بھی خانہ جنگی اور سیاسی بد حالی عام تھی۔ اس ابتیزی اور زوال کو روکنے کی کسی بھی کوشش کو متعدد مشکلات پیش آسکتی تھیں، چنانچہ مولانا محمد بن عبدالوہاب کی تحریک کو بھی متعدد دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے ابتدائی عمر ہی میں، جب کہ وہ عرب کے ممتاز اور متبحر علما میں شمار ہونے لگے تھے، اصلاح و تجدید کی دعوت دینا شروع کی۔ ان کی تحریک

۱۔ مسعود عالم ندوی، "محمد بن عبدالوہاب، ایک مظلوم اور بدنام مصلح" (حیدرآباد دکن، ۱۹۴۷ء)، ص ۱۶

۲۔ ان حالات کا نقشہ ایل۔ ہٹوڈز کی کتاب "دی نیو ورلڈ آف اسلام"، (نیویارک، ۱۹۲۱ء) ص ۲۵، ۲۶ میں

عمدی سے کھینچا گیا ہے۔

کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اسلام کی اصل اور خالص تعلیمات اختیار کریں۔ صدیوں کے بگڑے ہوئے اخلاق کی اصلاح اس صورتِ حال میں کچھ آسان نہ تھی۔ وہ بدوں سے چوری، زنی اور مکاری چھڑا کر ان میں راست بازی اور ہمدردی کی صفات پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جاہلوں کے غلط عقائد، بدعت و شرک کی اصلاح ان کی زندگی کا مقصد بن گیا۔ انہوں نے اپنی دعوت کی بنیاد توحید کی پاکیزگی پر رکھی اور تمام عبادات کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وابستہ کرنے پر زور دیا۔ روزمرہ کی زندگی میں مسنون طریقے کے خلاف جو بدعتیں رائج ہو گئیں تھیں، ان کو ختم کرنے کے لیے عملی قدم اٹھایا۔ انہوں نے لوگوں میں اس بات کی تبلیغ کی کہ وہ مذہب کی اصل پاکیزگی اور سادگی کی طرف لوٹیں اور ان بدعتوں کو ترک کر دیں جو مذہب میں سرایت کر گئی ہیں اور امتدادِ زمانہ کے ساتھ اتنی زیادہ جمع ہو گئی ہیں کہ مذہب کی حقیقی شکل مسخ ہو گئی ہے۔ ان کی تعلیم کا مقصد مذہب کا تزکیہ اور ایمان داروں کی مذہبی زندگی کی تجدید تھا۔ ان کے بڑھتے ہوئے اثر کو دیکھ کر علاقے کے حکمران خاصے متردد تھے، جس کے نتیجے میں وہ اپنے آبائی وطن عینیہ سے نکلنے پر مجبور ہوئے۔ اور چند برسوں کے ابتلا کے بعد نجد کے امیر محمد بن سعود کے ہاں پناہ لی۔ امیر اور اس کے مقررین اس دعوتِ توحید کے حامی بن گئے اور سرگرمی سے اس کے لیے کوشاں ہوئے۔ ان کے تعاون سے مولانا محمد بن عبدالوہاب نے اپنا یہ کام سرگرمی اور مستعدی سے تبلیغ شروع کی۔ امیر کی وفات ۱۷۶۵ء کے بعد ان کے ایک فرزند عبدالعزیز سربراہ مملکت ہوئے۔ ان کے زمانہ اقتدار میں یہ دعوت کی توسیع و تبلیغ بہت بڑے پیمانے پر ہوئی۔ اطراف و اکناف سے متعدد علماء اور طلبیا مولانا محمد بن عبدالوہاب کے درس میں شریک ہوتے اور پھر لوٹ کر اپنے اپنے علاقوں میں اس دعوت کو عام کرتے۔ خود مولانا محمد بن عبدالوہاب بہ نفسِ نفیس عام تبلیغی کاموں کی نگرانی کرتے تھے۔ مولانا محمد بن

۱۔ حبیب امین کورانی، "دی انٹرکیشن آف اسلامک اینڈولیشن تھاٹ ان دی عرب ورلڈ"، مشمولہ "نیر ایٹرن

کچھ اینڈ سوسائٹی" مرتبہ ٹی۔ سی۔ ینگ (پرنسٹن، ۱۹۶۶ء)، ص ۱۵۹۔

۲۔ نجملا عبدالرین "عرب دنیا" ترجمہ ڈاکٹر محمود حسین (لاہور، ۱۹۶۳ء)، ص ۷۷۔

۳۔ سعود عالم ندوی "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" (حیدرآباد دکن، طبع سوم)، ص ۱۷۔

عبدالوہاب نے نواسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے اور پوتے دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرگرمی سے انجام دیتے رہے اور دوسری طرف امیر عبدالعزیز اپنا دائرہ حکومت وسیع کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نجد کا پورا علاقہ ان کے ماتحت آگیا۔ حجاز اور مکہ معظمہ بھی ان کے زیر حکومت آ گئے اور سعودی حکومت خلیج فارس سے بحیرہ احمر تک پھیل گئی۔ اس حکومت کے سیاسی استحکام اور پھیلاؤ سے جزیرہ نمائے عرب کو بڑا فائدہ پہنچا۔ مولانا محمد عبدالوہاب محض اسلام کی تبلیغ و تلقین پر ہی قانع نہ تھے بلکہ وہ ایک ایسا معاشرہ قائم کرنے کا عزم رکھتے تھے جس میں اسلام کی خالص اور پاکیزہ تعلیمات کو زندگی کے عملی دستور کی صورت میں نافذ کیا جاسکے۔ سعودی حکومت کے زیر سایہ لوگوں کا طرز زندگی، عقائد اور کردار یکسر بدل گئے۔ ہر طرف امن و امان قائم ہو گیا۔ ناجائز محصل ختم کر دیے گئے۔ عیش و عشرت کا خاتمہ ہوا، شریعت پر لوگوں کا عمل بڑھ گیا اور متعدد بدعتیں ترک کر دی گئیں۔

وہابی تحریکوں کو آغاز ہی میں شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا اور مولانا محمد بن عبدالوہاب کی زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ ان سے نبرد آزما رہنے میں بسر ہوا۔ ان کے مخالفین نے یہ الزامات اس تحریک کے عقائد پر لگائے کہ مولانا محمد بن عبدالوہاب ایک نئے مذہب کی تعلیم دیتے ہیں، جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، وہ ایک نیا فرقہ بنا رہے ہیں اور جو لوگ ان کی سیادت تسلیم نہیں کرتے، انہیں کافر قرار دیتے ہیں۔ ان الزامات میں گو صداقت نہیں تھی لیکن مولانا محمد بن عبدالوہاب کے مخالفین اپنے متبعین کو اس جھوٹ کے باور کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ لفظ ”وہابی“ عیب سمجھا جانے لگا۔ اس صورت حال سے برطانیہ نے اپنے مسلم مقبوضہ علاقوں میں خاطر خواہ سیاسی فائدے اٹھانے اور مسلمانوں کے درمیان افتراق کی خلیج وسیع کرنے کے لیے ہر اس شخص اور تحریک کو ”وہابی“ کے لقب سے موسوم کیا، جو اس کے سیاسی مفادات کے منطوقوں میں اس کے لیے رکاوٹ یا مضرت

۱۵ ایضاً، ص ۱۷-۱۸، یہی مصنف ”محمد بن عبدالوہاب“ ص ۴۰ و بعد، شیخ احمد عبدالغفور عطار ”محمد بن عبدالوہاب“

ترجمہ محمد صادق خلیل (لاہور، بار اول) ص ۹۶-۹۷ و بعد، ”مریم جمیلہ“ اسلام ایک نظریہ، ”ایک تحریک“ ترجمہ آبدشاہ پوری

(لاہور، ۱۹۶۹ء)، ص ۱۶۵-۱۶۶-س۔ بروکھین ”ہسٹری آف اسلامک پیپل“ (لندن، ۱۹۵۹ء)، ص ۳۵۲-۳۵۳، البرٹ ہورانی

”عربک تحاٹ ان دی ہبل ایج“ ۱۷۹۸-۱۹۳۹ء (آکسفورڈ، ۱۹۷۰ء)، ص ۳۸

کا سبب بن سکتی تھی۔ جیسے ظہیر سلطان کو، اس کی مذہبی اصلاحات کے برسانے سے ۵۰ روپائی شہرہ کرایا۔ اور سیاسی فوائد حاصل کیے۔ تحریک مجاہدین، جو ایک طویل عرصے تک برطانیہ کے لیے درد مندی رہی، ۵۰ روپائی تحریک قرار دی گئی۔ مصر کے البانوی حکمران محمد علی نے جب وہابیوں کو شکست فاش دی تو حکومت برطانیہ نے اپنے جذبات مسرت ایک وفد بھیج کر ظاہر کیے۔ اگرچہ وہابی تحریک خالص سیاسی معنوں میں جزیرہ نمائے عرب تک محدود رہی تاہم روحانی اعتبار سے اس کے نمایاں اثرات عالم اسلام میں ہر جگہ، کم یا زیادہ، محسوس کیے گئے۔ اس تحریک کی قابل تقلید مثال سے ہندوستان میں تحریک مجاہدین اور افریقہ میں سنوسی تحریک اور بعد میں مصر میں کچھ اور تحریکیں ابھریں۔ اسلام کی نشاٹِ ثانیہ کی کوششوں میں فی الحقیقت اس تحریک کو اولیت حاصل ہے۔

مولانا محمد بن عبدالوہاب بلند پایہ عالم اور صحیح معنوں میں امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ کے جانشین تھے۔ انھوں نے توحید، قرآن حکیم کی اصل تعلیمات اور خالص سنت رسولؐ اختیار کرنے پر زور دیا۔ ہر طرح کے شرک سے بچنے اور قرآن حکیم کی متصوفانہ اور اعتراضی تفسیر اور شروع پر توجہ دینے کے بجائے سیدھے سادے متن اور اس کے معنوں کی طرف رجوع کرنے کی تاکید کی۔ ان کو یہ اندیشہ تھا کہ چونکہ تفسیر اور حواشی انسان کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہوتے ہیں اس لیے بے خطا نہیں۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اگر قرآن کو مختلف تفسیروں کے ساتھ خلط ملط کر دیا گیا تو کلام اللہ کی اصل تعلیم مسلمانوں کی رسائی ناممکن ہو جائے گی۔ اسی طرح انھوں نے مسلک تصوف کی ان تمام کج رویوں کے خلاف جدوجہد کی جو اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید سے متصادم تھیں۔ اس لحاظ سے اولیاءِ پرستی، قبر پرستی، اہل قبور سے استعانت، بدعات و منکرات اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور مقبرے تعمیر کرنے کا

۷۵ مریم جمیل، تصنیف مذکور، ص ۱۶۸۔ ترکی میں بھی، جو برطانیہ کی سیاسی ریشہ دوانیوں کے زیر اثر تھا، اس تحریک کے خلاف شدید ردِ عمل پایا جاتا تھا۔

۷۵ اس تحریک کے اثرات کا ایک جائزہ، کنتھ کرگ، کونستون ان کوئٹیر، ری اسلام (۱۹۶۵ء)، ص ۱۶

۷۵، ۹۳، ۱۱۱، ۱۸۸، ۱۹۹۔ حسین الدین، مقالہ "فرائض و مناسک" دیکھی، ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱

روح ان کی تنقید کا نغانہ بنا۔ اس کے برعکس بعض عمدہ اخلاق و عادات پر انھوں نے خاصہ زور دیا۔ جیسے انکساری، قناعت اور صبر و استقلال اور حرص و طمع اور حسد و غرور کی تہنیت وغیرہ۔ اسلام کے پانچ ارکان نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین بھی ان کی تعلیمات کا بنیادی حصہ تھی۔ ان کے تمام تر نظریات حقیقتہً خالص اسلام کی تعمیل میں تھے۔ ان کی مذہبی اصلاحات بنیادی طور پر تین پہلوؤں میں منقسم ہیں۔

توحید :- خدا موجود بالذات اور کل کائنات کا خالق ہے۔ وہ اپنی صفات میں وحدۃ لا شریک ہے۔ روحانی بلندی اور نجات قرآن حکیم اور شریعت کے احکام کی کامل بجا آوری میں مضمر ہے، نہ کہ خدا کے وجود میں مخلوط ہو جانے کے متصوفانہ مسلک میں۔

اجتہاد :- حالاتِ حاضرہ کے مطابق مسلمانوں کو جو حق تاویل دیا گیا ہے، وہ اس کے قائل تھے اور اس حق پر عمل کرنے کی مصلحت پر اصرار کرنے تھے، لیکن ان کا خیال تھا کہ ائمہ اربعہ کے پیرو عملاً اس حق سے لاتعلق ہو گئے ہیں۔ مولانا محمد بن عبدالوہاب اندھی تقلید کے مخالف تھے، چنانچہ انھوں نے اس کے حامیوں پر تنقید کی۔

ردِ بدعات :- مولانا محمد بن عبدالوہاب نے ان تمام مذہبی اور سماجی اعمال اور رسوم کی مذمت کی جن کی کوئی مثال یا جواز شریعت میں موجود نہیں۔ ان میں سب سے زیادہ قہر پستی، پیروں کی حدود پر تعظیم، بیوہ کے نکاح ثانی کا امتناع اور مختلف تقریبات میں فضول خرچی جیسے مفسد شامل ہیں۔

مولانا محمد بن عبدالوہاب نے خود کو اور اپنے پیروکاروں کو ”مؤحدین“ عقیدۂ توحید کے حامل کے لقب سے موسوم کیا اور اپنی تحریک کا مقصد ”سلف صالحین“ کی طرف رجوع کرنا قرار دیا۔ اسلام، مولانا محمد بن عبدالوہاب کے خیال میں، محض الفاظ کا مجموعہ یا دوسروں کے اقوال کی تقلید کا نام نہیں ہے جسے دن محض یہ دلیل کافی نہ ہوگی کہ ”جو کچھ لوگوں نے کہا میں نے اُسے تسلیم کیا اور دہرایا“۔ ہمیں

۹۹ تصنیفات کے لیے ”مسودہ علم ہندی“ محمد بن عبدالوہاب - ص ۱۳۲-۱۳۸۔ مدار تصنیف مذکور، ص ۱۷۸، ۱۸۲

۱۰۰ تصنیفات کے لیے ”مسودہ علم ہندی“ محمد بن عبدالوہاب - ص ۱۳۲-۱۳۸۔ مدار تصنیف مذکور، ص ۱۷۸، ۱۸۲

لازمًا علم ہونا چاہیے کہ اسلام حقیقتاً کیا ہے؟ — یہ شرک کو ترک کرنا اور ایک خدا کو ماننا ہے۔ یہ حقیقی اسلام — مولانا محمد بن عبدالوہاب کے مطابق، محض سلف صالحین کے دُور تک رہا۔ اپنے عقائد و نظریات کے اعتبار سے مولانا محمد بن عبدالوہاب نے کسی نئے عقیدے یا نظریے کو اسلام میں شامل نہیں کیا۔ وہ جنسلی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے اور ان پر امام ابن تیمیہ کا اثر تھا۔ وہ محض یہ چاہتے تھے کہ اسلام اپنی روح میں اور اصل صورت میں رائج ہو جائے اور مسلمان اپنے عقائد و کردار کے لحاظ سے قرونِ اولیٰ کی طرف رجوع کریں۔ اپنے نتائج کے اعتبار سے ان کی تحریک نے عصری زوال کی کمزوریوں اور بد اعمالیوں کا انقطاع کیا اور ساتھ ہی اس نے قرونِ وسطیٰ کی شہنشاہیت کی پیدا کردہ تہذیبی قباحتوں اور مسلک تصوف کی بے عملیوں کا تدارک کیا اور اس کے علاوہ اس نے صرف غیر اسلامی فلسفے ہی کا نہیں بلکہ مذہبی فکر کا بھی رد کیا۔ اسی طرح اس نے تمام فرقوں، یہاں تک کہ شیعیت کی، جو اب بہت مستحکم ہو چکا تھا، مخالفت کی۔ وہ ان معنوں میں ایک مصلح تھے کہ انھوں نے دُور از اسلام عقائد و اعمال کی مذمت کی اور ان کی تطہیر کی۔

اقبال نے مولانا محمد بن عبدالوہاب کے ان مقاصد سے صرف نظر نہیں کیا۔ ان کی حکمت اور ان کی شاعری کا زیادہ تر رجحان ان ہی مقاصد کا حامل تھا، جن پر دہائی تحریک کا ربنہ رہی۔ اقبال نے مولانا محمد بن عبدالوہاب کی تجدیدی مساعی پر اپنی ستائش کا اظہار کیا ہے۔ مجددینِ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ انھوں نے لکھا کہ:

”زمانہ حال میں میرے نزدیک اگر کوئی شخص مجدد کہلانے کا مستحق ہے تو وہ صرف جمال الدین افغانی ہے۔ مہر، ایران و ترکی و ہند کے مسلمانوں کی تاریخِ حجب کوئی لکھے گا تو اسے سب سے پہلے عبدالوہاب نجدی اور بعد میں جمال الدین افغانی کا ذکر کرنا ہوگا۔“

للہ «مجموعات الرسائل» بحوالہ ایضاً

للہ ڈبلیو سی۔ اسمتھ۔ «اسلام ان ماڈرن مٹری» (نیویارک، ۱۹۵۹ء)، ص ۲۹۔ دینر تفصیلات کے لیے ایضاً، ص ۲۸۔

للہ جارج اتونیس۔ «عرب دی او کیننگ» (نیویارک، ۱۹۶۵ء)، ص ۲۲۔

للہ «اقبال نامہ» حصہ دوم (لاہور، ۱۹۵۱ء)، ص ۲۳۱۔

اس اعتبار سے اقبال مولانا محمد بن عبداللہ اباب کی تجدیدی مساعی کو دنیا کے اسلام میں اولیت کا درجہ دیتے تھے۔ ان کے خیال میں مولانا محمد بن عبداللہ اباب نے،

”... اس آگ کو جو ان کی بے چین روح میں دینی ہوئی تھی سارے عالم اسلام میں پھیلا دیا... اور جن کی بدولت اس میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔“<sup>۱</sup>

ایک اور جگہ انھوں نے وہابی تحریک کو۔ ”جدید دنیا کے اسلام میں زندگی کی پہلی تڑپ“ سے تعبیر کیا ہے۔<sup>۲</sup> اور ان کے خیال میں یہ :

”ایک چنگاری تھی جس سے عالم اسلام میں ہر کہیں تقلید اور استبداد کے خلاف ایک آگ بھڑک اٹھی، صدیوں کا جمود ٹوٹا، قوائے علم و عمل شل ہو رہے تھے، ان میں پھر حرکت پیدا ہوئی۔ یہ بات سمجھ میں آئی کہ مغرب کے سیاسی اور معاشی تغلب کے خلاف ایک ماحاذ قائم ہونا چاہیے۔“<sup>۳</sup>

اقبال وہابی تحریک کے نظریات و مقاصد کے بیشتر حصے سے متفق تھے۔ مولانا محمد بن عبداللہ اباب جن نظریات کے حامل تھے اور جن کی بنیاد پر انھیں مجدد عصر کا رتبہ حاصل ہوا، اقبال کی فکر میں قدرے رد و بدل کے ساتھ انھیں دیکھا جاسکتا ہے۔ مولانا محمد بن عبداللہ اباب کی کل مساعی کی بنیاد فی الحقیقت ان کے نظریہ توحید اور اجتہاد کے ضمن میں ان کے نقطہ نظر میں مضمر ہے۔ اس تعلق سے اقبال نے ان سے اختلاف نہیں کیا ہے۔ توحید پر ان کا جو ایمان ہے، وہ غیر متنازعہ اور مسلمہ ہے اور اس کا اظہار انھوں نے متعدد تحریروں اور اپنے کلام میں کیا ہے۔ جیسے :

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند	بتان و ہم و گماں، لا الہ الا اللہ
یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند	بہار ہو کہ خزاں، لا الہ الا اللہ
اگرچہ بت میں جماعت کے آستینوں	مجھے ہے حکم اذان، لا الہ الا اللہ

اُن کے فلسفہ خودی خدا کے وجود میں مخلوط ہو جانے کے متصوفاً نہ مسلک سے قطع نظر خلافت

۱۔ ”تشکیل جدید ایات اسلامیہ“ ترجمہ نذیر نیازی (لاہور، ۱۹۵۸ء)، ص ۲۳۵

۲۔ ”حرف اقبال“ مرتبہ لطیف احمد شہید وانی (لاہور، ۱۹۵۵ء)، ص ۱۳۸۔

۳۔ بحوالہ سید نذیر نیازی ”اقبال کے حضور“ جلد اول (کراچی، ۱۹۷۱ء)، ص ۳۲۲۔

اللہ کے جہول کے تصور کا حامل ہے۔ جس میں انسان شہرِ ذراتی کے انتہائی کمال تک پہنچتا ہے اور اس کی قوت سب سے اعلیٰ علم سے مل جاتی ہے اور اس کی زندگی میں خیال اور عمل اور عقل حیوانی اور عقل انسانی ایک ہو جاتے ہیں۔ اسرارِ خودی میں لکھتے ہیں :

نائبِ حق، پھر جو جان عالم است	ہستی او ظل اسم اعظم است
از رموز جزو کل آگاہ بود	در جہاں قائم بہ امر اللہ بود
خیمہ چوں در وسعت عالم زند	این بساط کہنہ را بر ہم زند
فطرتش معمور و می خواہد نمود	عالی و دیگر بیارزد در وجود
صد جہاں مثل جہان جزو کل	روید از کشت خیال او چو گل

چونکہ خدا ہی تمام کائنات اور زندگی کی روحانی بنیاد ہے اس لیے خدا سے وابستگی دراصل انسان کی اپنی بلند ترین خودی سے وابستگی کے مترادف ہے۔

اجتہاد کے ضمن میں ان کا خیال ہے کہ ایک قوم کی زندگی اور تازگی کا دار و مدار افراد کی ذہنی جسمانی نشوونما پر منحصر ہے۔ جب تک کسی قوم میں ایسے آزاد مرد اور جوان افراد پیدا نہ ہوں، جو اپنے دل کی گہرائیوں اور داغ کی صلاحیتوں سے قوم کو نئے تصورات سے روشناس کرائیں، جو معاشرے کی بدلتی ہوئی ضروریات سے ہم آہنگ ہونے کا نیا طریقہ بتائیں۔ اس وقت تک اس قوم کے ارتقائی منازل طے کرنے کے امکانات نہیں۔ اقبال اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ صدیوں کے فقہی جمود کے بعد امام ابن تیمیہ پہلے شخص تھے جنہوں نے تقلید کے خلاف آواز بلند کی۔ انہوں نے تمام فقہی مسائل میں کتاب و سنت کی بلا واسطہ رہنمائی کی طرف لوگوں کو مدعو کیا اور اپنے دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نئے نقطہ نظر کی تشریح کی۔ اس مردِ مومن نے تمام مخالفتوں اور مصیبتوں کے باوجود ائمہٴ ملت کے طریقوں کو صدیوں کے انبار تلے سے نکالا اور قوم کو امید کی راہ رکھائی۔ وہ بابی تحریک، اقبال کے خیال میں بھی، نئی حقیقت ابن تیمیہ کے تجدیدی کارناموں ہی کی حد تک بازگشت تھی۔<sup>۱۹</sup> اپنے خطبات میں اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے

<sup>۱۸</sup> اقبال "تشکیل جدید النیات اسلامیہ" ص ۲۳۳-۲۳۴

<sup>۱۹</sup> ایضاً، ص ۲۳۴، "اقبال کے حضور" ص ۳۱۹۔

لکھتے ہیں کہ غیر اسلام زمانہ قدیم و جدید کے عہدِ فاضل پر مبعوث ہوئے۔ جہاں تک اسلامی مائثرے کے قوانین کی بنیاد و وحی و متنزل پر ہے، وہ زمانہ قدیم کی آخری یادگار ہیں، لیکن جہاں تک ان قوانین کی روح کا تعلق ہے، وہ زمانہ جدید کے نئے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ اسلام کا آغاز درحقیقت ذہن انسانی کا آغاز ہے۔ چند بنیادی ہدایات دینے کے بعد انسان کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ اپنی فلاح و بہبود کے لیے وہ خود صحیح راستے کی نشاندہی کر سکے۔ اقبال کا خیال ہے کہ صدیوں کے اس جمود کے بعد اب مسلمانوں کو صرف چار مذاہبِ فقہ کی نہیں بلکہ اجتہادِ مطلقِ مستقل کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ ورنہ قرآن حکیم کا زندگی آفریں پیغام ہمارے زمانے کے لیے بے کار ثابت ہو گا۔ اقبال مسلمانوں کی صدیوں کی ذہنی پستی کے تدارک کا اصل اصول اجتہاد ہی کو سمجھتے ہیں اور اسے ایک کسوٹی کی حیثیت دے کر اس کے تحت قائمینِ ملت کی مساعی کا جائزہ دیتے ہیں اور ان کی گوششوں کے حسن و قبح کا تعین کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض امتیازات کے سبب، جن کا ذکر رقم نے ایک علیحدہ مقالے میں کیا ہے، اقبال جمال الدین افغانی کو اجتہادی مساعی میں فوقیت دیتے ہیں لیکن اولیت کا درجہ بہر حال انھوں نے مولانا محمد بن عبد الوہاب کے لیے محفوظ کیا۔ ان واقفین سے تعلق نظر کرنا اقبال واپسی تحریک کے نظریے اور مقصد کے معترف تھے، انھوں نے اس کے بعض پہلوؤں پر توجہ بھی کی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ داخلی طور پر اس کا مزاج کبھی سرتا سر قدامت پسندانہ تھا۔ اس لیے مذاہبِ اربعہ کی قطعیت سے نواکرا نہیں کیا اور اس لیے آزادیِ اجتہاد کے حق پر کبھی بڑی شدت سے زور دیا، لیکن ماضی کے باسے میں چونکہ اس کا نقطہ نظر یکسر غیر تنقیدی رہا۔ لہذا امورِ قانون میں اس نے اپنا دار و مدار صرف احادیث پر رکھا۔ اس تحریک کے سیاسی پہلو کے ضمن میں ان کا خیال تھا کہ:

مذہبِ تفصیلات کے لیے تشکیل جدید النیاتِ اسلامیہ، باب ششم، بشیر احمد ڈار، "فکر اقبال" مسئلہ اجتہاد، مشورہ مطبوعہ

اقبال، مرتبہ گوہر نوشاہی (لاہور، ۱۹۷۱ء)

لکھ اس ضمن میں ان کے خیالات اور ان کے نقطہ نظر کا اظہار بالخصوص ان خطوط سے ہوتا ہے جو انھوں نے سید سلیمان ندوی

کے نام تحریر کیے تھے۔ مشورہ "اقیانوس" حصہ اول، ص ۱۲۵-۱۵۷ و بعدہ

مذہبِ تشکیل جدید النیاتِ اسلامیہ، ص ۲۳۵- سید نذیر نیازی نے ان کا ایک خیال اس ضمن میں مافیہ میں نقل کیا ہے جس کے مطابق مولانا نے مولانا کے نزدیک وہ خاطر ذوقِ بندگی تھی جس کے متشددانہ عقائد اور تنگ نظری نے سیاست میں ایک نہایت غلط اثر

اختیار کر رکھی تھی۔ "اقبال کے حضور" ص ۱۷۷

۷۷ اس سے نجد و حجاز میں باہم جنگ کی نوبت آئی۔۔۔۔۔ اس سے عالم اسلام کے اتحاد و استحکام کو خاصہ صنعت پہنچا، پھر مزید انہوں نے اس بارے میں اپنا خیال ظاہر کیا کہ:

”میرے نزدیک وہ باہیت کی سب سے بڑی کمزوری اس کا عقائد میں تشدد اور ظواہر پر اصرار ہے جسے بحیثیت ایک نظام مدنیّت اس نے اسلام کے سیاسی اور اجتماعی نصب العین کا کوئی تصور قائم کیا نہ اس تصور کی رعایت سے امت کا کہ وہ کس طرح کی ہیئت اجتماعیہ ہے۔ یعنی آج کل کی اصطلاح میں ہم یہ کہیں گے کہ قوم ہے تو کن معنوں میں۔ وہ باہیت کی یہی روش ہے جس سے برطانوی شہنشاہیت نے خوب فائدہ اٹھایا اور جیسی کہیں مصلحت کتنی ویسا ہی رویہ اختیار کیا، مخالفت بھی اور موافق بھی“

اس تحریک کے دو اہم اصولوں، ردّ بدعات و ردّ تقلید کے ضمن میں ان کا خیال تھا کہ:

”ردّ تقلید اور ردّ بدعات گو اپنی جگہ ضروری تھا لیکن اس کا دائرہ چونکہ بحث و نظر سے آگے نہیں بڑھا اور جو بھی گفتگو کی گئی عقائد کے رنگ میں، لہذا ماننا پڑے گا کہ اس کے سامنے حیات ملی کا صرف ایک پہلو تھا۔“

اقبال کے خیال میں اس تحریک میں جو خامیاں موجود تھیں ان کے باوجود اس کا ایک عام اور مثبت اثر عالم اسلام پر برسرِ ہوا اور اس تحریک سے کئی اور تحریکیں پیدا ہوئیں۔ کہیں یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا کہ مغرب کے غلبہ و استیلا کو رد کرنے کی کیا تدبیر ہے؟ کہیں یہ کہ بلادِ اسلامیہ اپنی کچی کچی آبادی کیسے برقرار رکھیں؟ کہیں یہ سوال پیدا ہوا کہ مسلمان علوم و فنون اور تہذیب و تمدن میں کیسے آگے بڑھیں؟ کہیں یہ کہ معاشرے کی اصلاح کیسے ہو؟ غرض اس کے زیرِ اثر ملت کی توجہ کئی ایک مسائل کی طرف منقطع ہو گئی۔ اور اس طرح دنیا سے اسلام میں جو تحریکیں پیدا ہوئیں ان میں ایک تعلق ساقی قائم ہوا۔ حالانکہ سب سطحی مشابہت کے ان میں نظریے اور اصول کا باہم کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس اعتبار سے یہ تحریک دور رس نتائج کی حامل تھی۔

۷۷ ایضاً

۷۷ ایضاً

۷۷ ”اقبال کے حضور“ ص ۲۰

۷۷ ایضاً ص ۳۲۲۔ اس عا سے اقبال نے ہندوستان کی تحریک مجاہدین کے لیے بعض مقامات پر ”وہابی تحریک“ کے لفظ استعمال کیے ہیں، جب کہ ایسے مقالات پر اقبال نے اس تحریک کا ذکر عرف عام کے طور پر کیا ہے، ورنہ وہ اس کو اپنے مقصد و نتائج کے اعتبار سے وہابی تحریک سے مختلف گردانتے تھے۔ جیسے، ایضاً ص ۳۲۱، ۳۲۲؛ ان دونوں تحریکوں میں جو اصولی فرق تھا اس کے لیے: ”ذکرِ قلم“

۷۷ ”ہندوستان وہابی تحریک“ (کراچی، ۱۹۷۲ء) ص ۵۶، ۵۷۔ عین الدین، ”مخالف تصنیف منکور“ ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ”موسمِ علم نوری“

۷۷ ”ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک“ ص ۲۱-۲۸، اشتیاق حسین قریشی ”برغظیم پاک و منہنگ ملت اسلامیہ“ کراچی، ۱۹۷۷ء ص ۲۶۵-۲۶۶۔